Quarterly Research Journal "Al-Qudwah", Volume 03, Issue 01, Jan-Mar 2025

AL-QUDWAH

ISSN(P): 2959-2062 / ISSN(E): 2959-2054

https://al-qudwah.com

اِسلام کے عمرانی اصول ومبادی اَور فرد کی تعمیر

The Character Bulding of Individuals by The Teachings of Islam

ABSTRACT

The reform of the societ depends on the people's behaviors towards reformative and constructive attitude.Islam develops the mental and intellectual wisdom of individuals by its divine teachings, which covers all the aspects of life. This reformation and training of individual is the foundation of a strong and stable society. A society is formed by the mutual collaboration of individuals, as more the individuals become righteous, pious with moral qualities, the society will transform into a developed and progressed society. It is obvious that that the reformation and progression of society will not be possible with out the positive and constructive training of its individuals. Islam considers some core principles for a righteous and peaceful society. Islam guides its followers to adopt the habit of cleanliness, not only physically but spiritualy also. Cleanliness is one of the fundamental principles of Islam. It covers all aspects of material life and spiritual life of individuals. Material life is transcended by purity, elegance and cleanliness, while spiritual life is excelled by good moral values, repentance, chasitity, self accountability, avoidance of polythesism, Halal income etc. Humanity well being's lies in followig these rules and laws imposed by Allah SWT. By following these laws the reformation of individuals 's souls is possible

Keywords: Reforms, moral values, Chasitity, humanity, well being, purity

AUTHORS

Dr. Ambreen Atiq*
Assistant Professor, Greenwich University, Karachi: dr.ambreenatiq@greenwich.edu.pk

Dr. Hafiz Faiz Rasool**
Incharge/Assistant Professir, Department of Islamic Studies, University of Mianwali, Mianwali: drhfrasool@umw.edu.pk

Date of Submission: 15-12-2024
Acceptance: 11-01-2025
Publishing: 03-02-2025

Web: https://al-qudwah.com/
OJS: https://al-qudwah.com/index.php/aqrj/user/register
e-mail: editor@al-qudwah.com

Correspondence Author:
Dr. Hafiz Faiz Rasool**Incharge/Assistant Professir, Department of Islamic Studies, University of Mianwali, Mianwali.*

اِصلاحِ معاشرہ کی ابتدا ایک فرد کی تعمیری و اِصلاحی تربیت اَور شعور و حکمت ہی سے ہوتی ہے ایمان کے حصول کے ساتھ ہی فرد کی زندگی میں انقلابِ عظیم برپا ہو جاتا ہے۔ فرد کے ذِہنی و فکری اِرتقا کی بدولت، اُس کا عمل رفتہ رفتہ زندگی کے تمام گوشوں پر چھا جاتا ہے۔ ایک فرد کی اِصلاح و تربیت درحقیقت معاشرے کی وہ پائیدار مضبوط و مستحکم اینٹ ہے جو کسی معاشرہ کی نیو کے اِستحکام کے لیے ضروری ہے۔ فرد سے فرد مل کر ایک اجتماعی معاشرہ تشکیل پاتا ہے لہذا جس قدر افراد صالح، نیک اَور اچھے ہوتے جائیں گے معاشرہ بھی اُسی قدر اِصلاح کی جانب گامزن ہوتا جائے گا۔ لہٰذا یہ بات طے ہے کہ افراد کی زِندگی میں اِصلاح کے بغیر معاشرہ کی اِصلاح ممکن نہیں ہے۔ گویا اِنفرادی تعمیر و تربیت ایک اِجتماعی تعمیر کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔

جو قومیں مہذب تمدنی و معاشرتی قوانین کو اختیار کر کے اپنے عمل کی اصلاح کر لیتی ہیں، اور مستقل مزاجی، پامردی اور نظم ضبط سے اسے جاری رکھتی ہیں، وہ ترقی کی راہ پر گامزن ہو جاتی ہیں۔ جب تک مسلمانوں نے اخلاص نیت کے ساتھ صحیح روش اپنائے رکھی، دیانت داری اور سچائی کے ساتھ عل و انصاف کے تقاضوں کو پورا کیا تو ایک طویل عرصہ تک انہوں نے عزت و وقار کے ساتھ حکمرانی کی۔ لیکن جب ان میں اخلاقی کمزوریاں پیدا ہوئیں، تو ان سے بہتر کردار کی حامل قوموں نے ان پر غلبہ پالیا۔

اِنسانیت کی فلاح و بہبود اللہ تعالیٰ کے نافذ کردہ طبیعی، معاشرتی و تمدنی قوانین پر عمل پیرا ہونے ہی میں مضمر ہے۔ اِس سے نفسِ اِنسانی کی تعمیر و ترقی ممکن ہے اَور نفسِ اِنسانی کے اِصلاح سے اِنسان دوسروں کے لیے خیر خواہی، رواداری، محبت، فلاح، اَور بھلائی میں رُوحانی سکون محسوس کرتا ہے۔ اِنھی بنیادوں پر اِنسانوں کے مابین وہ عالمگیر تعلق فروغ پاتا ہے جو ساری دُنیا کے اِنسانوں کو ایک رشتہ خاص میں پرو دیتا ہے۔ یہی اِس کائنات کا مقصود و مطلوب ہے۔

افراد کی اصلاح و تربیت میں اسلام چند اصولوں کو مد نظر رکھتا ہے۔ ان اصولوں کے انطباق سے ممکن ہے کہ ایک صالح اور پر امن معاشرہ وجود میں آئے۔

طہارت وصفائی:

اِسلام نے صفائی کو نصف ایمان قرار دیا ہے۔ یہ رُوحانی، مادّی اَور مذہبی اعتبار سے ایک جامع اور مکمل عمل ہے۔ اسلامی احکامات کا مقصد اِنسانیت کو پاکیزگی کے بہترین مادّی و رُوحانی درجات کی طرف رہنمائی کرنا ہے۔ مادّی زندگی طہارت، نظافت و ظرافت اَور صفائی ستھرائی سے عبور ہے تو رُوحانی زندگی عمدہ اخلاق، توبہ، عصمت عفت خود احتسابی، شرک سے بچاؤ، حلال و حرام آمدنی وغیرہ سے عبور ہے۔ صفائی اِسلام کے بنیادی اصولوں میں شامل ہے۔ ایک مسلمان کے لیے رضائے الٰہی کے حصول کے لیے جسمانی و رُوحانی طور پر پاک صاف رہنا ضروری ہے۔ ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ[1]

ترجمہ: کچھ شک نہیں اللہ توبہ کرنے والوں اَور پاک رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

پاکیزگی کا حصول فطرت کے اہم ترین اصولوں میں سے ایک ہے۔ نظافت اَور صفائی ستھرائی کائنات کی فطرت میں شامل ہے۔ زمین اَور تمام کائنات کے اصول صفائی اور قدرتی پاکیزگی واضح طور پر اپنے خالق کی گواہی دیتی ہیں جو القدوس (سب سے زیادہ مقدس و پاک) ہے۔ ہمارے ارد گرد پھیلے ہوئے جانور، بیکٹریا، حشرات الارض، چیونٹیاں، مردار خور جانور، ہوا، بارش، برفباری اَور برف، برفانی تودے، سمندروں کی مچھلیاں، زمین کے گرد کی فضا، کائنات میں جابجا بلیک ہولز اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ یہ کائنات اور اس کی تخلیقات ایک منظم پلاننگ کے تحت وجود میں آئیں ہیں۔ جس کی بنیاد خالق کائنات کے باضابطہ اصول ہیں جس میں سر فہرست نظافت اور صفائی و ستھرائی ہیں۔ خود ہماری تخلیق صفائی و

[1] البقرۃ: 222

ستھرائی کے ااصول پر ہے، جیسے آکسیجن ہمارے خون کو صاف کرتی ہے۔ ہمارا مدافعاتی نظام، سانس لینے کا عمل، ہمارا نظام انظہامی اور دیگر نظام ہمارے جسم کی صفائی کے پابند ہیں۔ یہ سب اللہ کے نام القدوس کی گواہی دیتی ہیں اَور اُس مقدس ذات کے وجود کو ثابت کرتی ہیں۔ قدرت کے اِسی اُصول کے تحت اپنے جسم اور ماحول کو گندگی سے پاک صاف کرنا، اپنی روح کو روحانی آلودگیوں مثلاً غلط عقیدوں اَور مشرکانہ نظریات توہمات و بدعات سے پاک صاف کرنا، شرک، منافقت، اَور دیگر اخلاقی گناہوں سے پاک رکھنا وہ بنیادی فرائض ہیں جو اُس پر بحیثیت مسلمان لاگو ہوتے ہیں۔

جسمانی طہارت:

اسلام میں طہارت کا لفظ بہت سے معنی میں استعمال ہوا ہے مگر سب کا مفہوم پاکیزگی اَور گندگی سے نجات ہے۔ جسمانی صفائی کے اصول کے تحت طہارت، جسمانی اعضا جیسے ہاتھ، منہ، ناک، کان، آنکھیں، بال، ناخن، پوشیدہ اعضا کی صفائی اَور دیکھ بھال کا نام ہے۔ اِس ضمن میں غسل اَور وضو بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ جسم کو ظاہری گندگی سے پاک صاف رکھنے کے واضح اَور محکم احکامات بیان فرمائے گئے ہیں۔ اِن احکامات سے آگاہی لازم ہے۔ طہارت سے مراد در حقیقت نجاست سے پاک ہونا ہے چاہے وہ غسل کے ذریعہ ہو یا وضو کے ذریعے ہو۔ نیز عبادات کی ادائیگی سے قبل طہارت کی شرط اَوَّلین ہے۔

ذاتی حفظان صحت کے تعلق سے جسمانی صفائی اَوَّلین ہے۔ اِس میں صبح سویرے جاگنے پر ہاتھ منہ دھونا، رفع حاجت کے بعد ہاتھ دھونا، کھانے سے قبل اَور بعد میں ہاتھ دھونا (ڈائپر زبدلنا)، مریضوں کی دیکھ بھال سے پہلے اَور بعد میں ہاتھ دھونا، ہاتھ، پاؤں کی صفائی، جوتوں موزوں کی صفائی و دیکھ بھال، ناک' دانتوں اَور منہ کی صفائی کا خاص خیال اور صفائی اَور باقاعدگی سے غسل وغیرہ شامل ہیں۔ حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:

قال: الفطرة خمس: الاختتان، والاستحداد، وقص الشارب، وتقليم الاظفار، ونتف الابط[2]

ترجمہ: پانچ چیزیں پیدائشی سنتیں ہیں ختنہ کرنا، زیر ناف کے بال مونڈنا، مونچھ کے بال کترنا، ناخن کاٹنا، بغل کے بال دور کرنا۔

رسول اللہ نے بالوں کی صفائی و ستھرائی کی اہمیت پر زور دیا ہے۔ بال عورت کے ستر میں شمار کیے جاتے ہیں لہذا اُن کا چھپانا عورت کے لیے لازم ہے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ اِن چھپے ہوئے بالوں کی صفائی اَور نگہداشت کا خاص خیال رکھا جائے تاکہ اِن میں گندگی وجراثیم پیدا نہ ہوں اَور جوئیں اور متعدی بیماریوں سے محفوظ رہا جائے۔ نیز عورتوں کے لیے بالوں کو ترشوانا غیر ضروری اَور ناپسندیدہ ہے۔[3] اِلَّا یہ کہ وہ تکلیف کا باعث بنیں۔ عورتوں کے لیے مختلف انداز سے بالوں کو آرائش دنیا اَور اُن کی نمود و نمائش کرنا بھی ممنوع ہے۔ ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی گئی ہے جو اپنے بالوں کو اونچا کر کے بختی اُونٹوں کی مانند شباہت پیدا کریں۔ یا نقلی بال لگا کر بالوں میں جوڑ لگائیں۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

لعن النبی الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة[4]

---

[2] نسائی، امام عبدالرحمن، سنن نسائی، باب ذکر الفطرۃالختتان، کتاب الطہارۃ، حلب، مکتبہ المطبوعات اسلامیہ، 1986، ج:1، ص:13

[3] Rasool, Hafiz Faiz, Muhammad Azam, and Mehwish Kiran. " پاکستانی معاشرت میں مہنگائی کے بڑھتے مسائل اور ہماری ذمہ داریاں: قرآن وسنت کے سماجی اصولوں کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ: Rising Inflation Problems in Pakistani Society and Our Responsibilities: An Analytical Study in the Light of Social Principles of Quran and Sunnah." *International Research Journal of Arabic and Islamic Studies* 4, no. 1 (2024): 701-722.

[4] بخاری، امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل، بخاری شریف، ا لموصولة، کتاب اللباس، محولہ بالا، ج:2، ص:880

ترجمہ: آنحضرت ﷺ نے لعنت کی چوٹلہ لگانے والی اَور لگوانے والی اور گودنے والی اور گداونے والی پر۔

اِس ضمن میں عورتوں کی وہ آرائش بھی قابل گرفت ہے جو اُن کی جسمانی ساخت کو بدل دے۔ اِس میں حسن وزیبائش کے نام پہ کیا گیا میک اپ اَور وہ تمام مصنوعی اشیا جیسے نقلی پلکیں، بال وغیرہ جو چہرے مہرے کی ساخت ہی بدل دیں اَور عورت کی عمر چھپا دیں، اِسلام میں عورت کے لیے جائز نہیں کیونکہ یہ دھوکہ کے ضمن میں آتی ہیں۔ اِس کے برعکس اسلام روحانی صفائی، تزکیہ اور بالیدگی کی تاکید کرتا ہے۔

روحانی صفائی (تزکیہ نفس):

جسمانی صفائی کے ساتھ ساتھ روحانی صفائی بھی ایمان کا لازمی جز ہے۔ اسلام جہاں ظاہری گندگی اَور نجس سے جسم کو پاک کرنا ضروری قرار دیتا ہے۔ وہیں روح کو بھی اُن گناہوں اَور گندگیوں سے پاک کرنا ضروری قرار دیتا ہے جو روحانی کثافت میں شمار کی جاتی ہیں۔

روحانی بالیدگی میں ایک مومن کی اخلاص نیت، قلب سلیم، پاکیزہ سوچ، سچی زبان، اُس کے دوسروں کے ساتھ تعلقات اَور ذرائع آمدن شامل ہیں۔ صفائی نصف ایمان ہے اِس ضمن میں کہا جاسکتا ہے کہ ایمان کی بنیاد روحانی صفائی یا پاکیزگی پر قائم ہے۔ روحانی صفائی سے مراد خود کو روحانی بیماریوں اور اخلاقی گندگی سے پاک کرنا ہے اور اس کے ذریعہ معرفت الٰہی کا حصول ہے۔ ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اَور عبادت کے ذریعے روح کی نجات اَور اللہ تعالی کے ساتھ مضبوط تعلق قائم کرنا ہے۔

یہ ایک امر حقیقت ہے کہ اِسلام عبادت اور روحانی و جسمانی پاکیزگی میں قریبی تعلق قائم کرتا ہے۔ اَور مومن سے دونوں طرح کی پاکیزگی مطلوب و مقصود ہے۔ رُوحانی پاکیزگی معرفت الٰہی کے لیے لازمی جز ہے۔ یہ روح کو جہالت اَور غیر اللہ کے تصورات سے پاک کرتی ہے اَور تقویٰ اَور پرہیز گاری کے حصول کو ممکن بناتی ہے۔ اِسی کی بنا پر نفس دُنیا پرستی، منافقت، شرک و کفر اَور بد اخلاقی سے نجات پا سکتا ہے۔ رُوحانی پاکیزگی کے حصول سے ہی قلبِ سلیم کا حصول ممکن ہے۔ قرآن قلب سلیم کی تعریف یوں فرماتا ہے:

وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَال" وَّلَا بَنُونَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْم[5]

ترجمہ: جس دن نہ مال ہی کچھ فائدہ دے سکے گا اَور نہ بیٹے، ہاں وہ شخص اللہ کے پاس پاک دِل لے کر آیا (وہ بچ جائے گا)۔

قلبِ سلیم سے مراد وہ دِل ہے جو صرف اللہ کے لیے ہو اَور تمام آلودگیوں اَور گناہوں سے پاک ہو۔ ایک ایسا دِل جو ہر قسم کی بے یقینی، منافقت، بد اعتمادی، شرک اور اخلاقی و روحانی بیماریوں اور گناہ کی آلودگیوں سے پاک ہو۔

قلبِ سلیم کے حصول کے لیے لازم ہے کہ مومن اپنے نفس کو تمام اخلاقی بیماریوں اَور برائیوں سے محفوظ رکھے جیسے نفرت، حسد، لالچ و حرص، غرور و تکبر، بخل و اسراف، خود پسندی و و ریاکاری، حبّ مال و جاہ، غصہ و انتقام، فضول گوئی، جھوٹ، لعن طعن، گالم گلوچ، بد دیانتی، وغیرہ وغیرہ۔ دِل کو اِن تمام اخلاقی بیماریوں سے پاک کرنے پر ہی اِنسانی رُوح پاک و صاف ہو سکتی ہے۔ اِسی سے نفس کو رُوحانی پاکیزگی اَور بالیدگی نصیب ہو سکتی ہے۔

حیا و عصمت:

حیا اور شرم انسانی فطرت ہے۔ انسان کی طبیعت ہمیشہ برائی کے ارتکاب سے ہچکچاتی ہے۔ الا یہ کہ شیطان کے فریب میں آکر وہ برائی کا ارتکاب کر گزرے۔ اسلام میں شرم و حیا وہ جذبہ ہے جو گناہ یا پسندیدہ کام کے کرنے سے مومن کے دِل میں پیدا ہوتا ہے۔ یہ برائیوں کی راہ میں ایک بڑی رُکاوٹ ہے۔ حیا مومن کا ہتھیار ہے۔ جس قدر یہ قوی ہو گا مومن بھی اس قدر طاقت ور ہو گا۔ مولانا مودودیؒ، اِس کی تعریف میں لکھتے ہیں:

[5] الشعراء: 88-89

"اِسلام کی مخصوص اصطلاح میں حیا سے مراد وہ شرم ہے جو کسی امر منکر کی جانب مائل ہونے والا اِنسان خود اپنی فطرت کے سامنے اَور اپنے خدا کے سامنے محسوس کرتا ہے۔ یہی حیا وہ قوت ہے جو اِنسان کو فحش اَور منکر کا اقدام کرنے سے روکتی ہے اَور اگر وہ جبلت حیوانی کے غلبہ سے کوئی برا فعل کر گزرتا ہے تو یہی چیز اُس کے دل میں چٹکیاں لیتی ہے"۔[6]

حیا درحقیقت مومن کی وہ طاقت ہے جو اُس کو برے اَور فحش کاموں سے روکتی ہے۔ اَور فرائض کی ادائیگی کو ممکن بناتی ہے۔ یہی وہ قوت ہے جو مومن میں فرائض کی عدم ادائیگی سے اِضطراب اَور بے چینی پیدا کرتی ہے۔ ازل سے ہی فطرتِ اِنسانی میں حیا و عصمت ودیعت ہے۔ اِنسانی فطرت ہر برائی کو ناپسند کرتی ہے اَور اچھائی اَور نیکی کی طرف رجحان رکھتی ہے۔ اگرچہ حیوانیت کے غلبہ سے انسان منکرات کا اِرتکاب کرنے لگتا ہے اَور بار بار منکرات کا اِرتکاب اِنسان کے اندر سے اِس گناہ کے لیے حیا کا مادہ ختم کر دیتا ہے اَور ایک وقت ایسا آتا ہے کہ وہ گناہ اِنسان کے لیے گناہ نہیں رہتا بلکہ پسندیدہ امر بن جاتا ہے۔

اِسلام کے عمرانی اُصولوں میں حیا و عصمت کی خصوصی تاکید اِس بات کی نشان دہی کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اِنسان کی اِس نادانی اَور غفلت کو دُور کرنا چاہتا ہے۔ وہ نہ صرف ظاہر منکرات سے روشناس کرانا چاہتا ہے بلکہ نفس کے چور خانوں تک میں نیتوں، اِرادوں اَور خواہشات کی برائیوں تک کو ختم کر دینا چاہتا ہے۔ اِسلام میں حیا کا دائرۂ کار اِس قدر وسیع ہے کہ وہ کسی شعبہ زندگی کو نظر انداز نہیں کرتا۔ نفس کی پاکیزگی اَور پاکدامنی کے لیے حیا بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے۔ اِسلام کا ضابطہ اخلاق حیا و عصمت پر ہی انحصار کرتا ہے۔ حیا اَور پاکدامنی کا چولی دامن کا ساتھ ہے اور یہ حیا و عصمت کا تقاضا ہی ہے کہ مرد و عورت صنفی معاملات میں بھی اُن تمام فواحش سے رکیں جو اِس کو جبلّتِ حیوانی کی طرف راغب کریں۔ اِیمان لانے کے بعد ایک مسلمان کا سب سے بڑا جوہر اُس کی پاکدامنی ہے۔ اِسلام کے عمرانی اصول و ضوابط نفسِ اِنسان کی اُن تمام نازک کمزوریوں اَور خامیوں کو اعتدال میں رکھتے ہیں اَور نگرانی کرتے ہیں کیوں کہ اِن کے اِرتکاب سے رُکنا ہی مومن کے اِیمان کی بنیاد قرار پاتا ہے۔ قرآن کے سنہری عمرانی اُصول مومن عورت کو پابند کرتے ہیں۔ اِرشاد ہے:

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ[7]

ترجمہ: اَور مومن عورتوں سے کہ دو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اَور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں۔ اَور اپنی آرائش (یعنی زیور کے مقامات) کو ظاہر نہ ہونے دیا کریں مگر جو اُس میں سے کھلا رہتا ہے اَور اپنے سینوں پر اُوڑھنیاں اُوڑھے رہا کریں۔

حیا و عصمت کا یہ تقاضا عین عورت کی فطرت کے مطابق ہے۔ اَور معاشرے اَور مردوں کی فلاح و بہبود اِسی میں ہے کہ عورتیں اپنے حسن کی بے جا نمائش نہ کرتی پھریں اَور گھروں میں محفوظ رہیں۔ اِرشاد ہے:

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى[8]

ترجمہ: اَور اپنے گھروں میں ٹھیری رہو اَور جس طرح (پہلے) جاہلیت (کے دنوں میں) اِظہارِ تجمل کرتی تھیں اِس طرح زینت نہ دکھاؤ۔

عورتوں کے نمائش حسن کو تبرج الجاہلیہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ ہر وہ زینت وآرائش جس کا مقصد نامحرم کے لیے لذّتِ نظر بننا ہو تبرج جاہلیت کی تعریف میں آتی ہے۔ اسلام عورت کو زیبائش و آرائش کی اجازت دیتا ہے لیکن نمائش کی اجازت بہر صورت اس کے لئے نہین ہے،

---

[6] مودودیؒ، سیّد ابو الاعلیٰ، پردہ، محولہ بالا، ص212

[7] نور:31

[8] الاحزاب:33

اِس بات کے لیے وہ اپنے رب کے سامنے جوابدہ ہے اَور اُس کا اِیمان اِس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ وہ اپنے نفس کو تمام نفسانی و شہوانی کھوٹ و کپٹ سے پاک کرے۔

معاشرے میں عورت کے وجود کی قدر و منزلت اَور مقام اِس بات پر منحصر ہے کہ وہ اِسلام کے اُصول و عفت و عصمت کی کس حد تک پاسداری کرتی ہے۔ اگرچہ تمام موجودہ معاشرے مردوں کی بالادستی کو ظاہر کرتے ہیں لیکن عورت اِسلام کی عائد کردہ پابندیوں کے ساتھ ہی بہترین قدر و منزلت پاسکتی ہے۔ اِس سے نہ صرف معاشرے میں سکون و اطمینان پھیلے گا بلکہ خاندانی اِنتشار و بے سکونی کا خاتمہ بھی ممکن ہو سکے گا۔

اِسلام کے عمرانی اصول و ضوابط پر عمل در آمد ہونے سے ہی عورت صالح معاشرہ کی تشکیل میں اپنا کردار بہتر طَور پر ادا کر سکتی ہے۔ عورتوں کی بے راہ رَوِی سے ہی معاشرے میں آوارگی، فحاشی اَور بد عنوانی فروغ پاتی ہے، اور اس کا خمیازہ بھی عورت کو ہی چکانا پڑتا ہے۔ اس پدر سری نظام میں لامحالہ عورت ہی مردوں کی کمزوری اَور ہوس کا شکار بنتی ہے۔ لہٰذا ایک بہتر پاکیزہ معاشرے کے قیام کے لیے اِسلام عورت کے حجاب و پردے (جو حیا و عفت کی فطرت کے مطابق ہو) کے اُصول کو لاگو کرتا ہے۔ اَور مسلمان عورت سے اِس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ وہ سماجی و معاشرتی بے راہ رَوِی، بد عنوانی و فحاشی کی رُوک تھام میں اپنا مثبت کردار ادا کرے۔ اَور اِسلام کی عظمت و سربلندی و استحکام کے لیے شعائرِ اِسلام کی پابندی کرے۔ کیونکہ دنیا کی قوموں میں صرف اِسلام ہی عورت کی مکمل حفاظت اَور عزت و مرتبہ کا حامل دین ہے۔[9] اِس پر عمل در آمد کے لیے قرآن کے عمرانی اصول معاشرے کے تمام دوائر میں مرد و زن کی سیرت کی مثبت تعمیر اور اخلاقی اقدار کی نشو نما کے لیے پاکیزہ ماحول تخلیق کرتے ہیں۔ یہ اصول و قوانین نہ صرف اُن عوامل کا خاتمہ کرتے ہیں جو صنفی انار کی یا بے راہ رَوِی کی ضامن ہوں بلکہ اُن اعمال اَور جرائم کا بھی احتساب کرتے ہیں جو معاشرتی ماحول میں (اِجتماعی زندگی میں) فتنہ و فساد کا سبب بنتے ہیں۔

حیا و عصمت اگرچہ انفرادی عمل ہے لیکن تمام افراد کے باحیا و باعصمت ہونے سے معاشرہ اجتماعی طور پر پاکیزہ اَور صالح بن جاتا ہے۔ جہاں گناہ کے عوامل و اسباب کا کلّی طور پر خاتمہ ہونے کے ساتھ نیکی کی طرف رجحان پیدا ہوتا ہے۔ اِسلام کے عمرانی اُصول و ضوابط کا مطمح نظر یہی ہے کہ معاشرہ میں گناہوں اَور برائیوں کا قلع قمع کیا جائے اَور نیکیوں اَور اچھائیوں کو پروان چڑھایا جائے۔

اخلاقیات:

اِسلام کے عمرانی اصول اُس کے اخلاقی نظام سے مربوط ہیں۔ جن کے اطلاق کا مقصد معاشرے میں حسن و اخلاق و عادات اَور اعمال صالح کو فروغ دینا ہے۔ اَور ایک پاکیزہ ماحول کو پروان چڑھانا ہے۔ دوسری طرف اعمال بد کے روک تھام اَور سدّباب کے لیے اُصول و ضوابط مقرر کرنا ہے تاکہ معاشرے میں غلط عادات و اطوار اَور اعمال سیئہ رِواج نہ پائیں اَور بد چلنی، بد نظمی اَور بے راہ روی پیدا نہ ہو۔ سیّد ابو الاعلیٰ مودودیؒ، اِسلام کے اخلاقی نظام کی تعریف میں لکھتے ہیں:

"اِسلام اُنھی اخلاقیات کو لیتا ہے جو معروف ہیں اَور اُن میں سے چند کو نہیں بلکہ سب کو لیتا ہے۔ پھر زندگی میں پورے توازن اَور تناسب کے ساتھ ایک ایک کا محل، مقام اَور مصرف تجویز کرتا ہے۔ اَور اُن کے انطباق کو اِتنی وسعت دیتا ہے کہ اِنفرادی کردار، خانگی معاشرت، شہری زندگی، ملکی سیاست، معاشی کاروبار، بازار، مدرسہ، عدالت، پولیس لائن، چھاؤنی، میدانِ جنگ، صلح کانفرنس، غرض زندگی کا کوئی پہلو اَور شعبہ ایسا نہیں رہ جاتا

[9] Rasool, Hafiz Faiz, Abdul Aziz, Hafiz Muhammad Usman, and Mehwish Kiran. "Economic Justice in Islam: A Comprehensive Qur'anic Framework for Equity and Social Harmony in Seerah Perspective." *Tanazur* 5, no. 4 (a) (2024): 1-16.

جو اخلاق کے ہمہ گیر اثر سے بچ جائے۔ ہر جگہ ہر شعبہ زندگی میں وہ اخلاق کو حکمران بناتا ہے اَور اِس کی کوشش یہی ہے کہ معاملات زندگی کی باگیں خواہشات، اغراض اَور مصلحتوں کے بجائے اخلاق کے ہاتھوں میں ہوں"۔[10]

اِس ضمن میں اِسلام آدابِ معاشرت کا ایک پورا ضابطہ فراہم کرتا ہے جو قرآن وسُنّت کے اُصولوں کے مطابق ہے اَور اِن آداب معاشرت کا عملی نمونہ آنحضرت ﷺ کی ذات بابرکات کی حیثیت سے رہتی دنیا تک پیروی کے لیے موجود ہے۔

اِسلام ایک عورت کو اِس بات کا پابند کرتا ہے کہ وہ نرم خوئی اَور خوش گفتاری کو اپنائے۔ تاکہ آپس میں ہمدردی، محبت، ایثار و قربانی رِواج پائے اَور بغض وعناد، اِفتراق واِنتشار اَور شر وفساد کا خاتمہ ممکن ہوسکے۔ اِرشاد ہے :

وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَاالسَّيِّءَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَاالَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ" كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ" حَمِیْم[11]

ترجمہ: اَور بھلائی اَور برائی برابر نہیں ہوسکتی۔ تو (سخت کلامی کا) ایسے طریق سے جواب دو بہت اچھا ہو (ایسا کرنے سے تم دیکھو گے) کہ جس میں اَور تم میں دشمنی تھی وہ تمھارا گرم جوش دوست ہے۔

اِس اُصول کا دائرۂ اثر و عمل اگرچہ لامحدود ہے، لیکن اِس کے اطلاق وانطباق سے معاشرے میں اعلیٰ اخلاقی اقدار فروغ پاسکتے ہیں۔ اخلاقیات کا یہ وہ بنیادی اُصول ہے جس پر عمل پیرا ہو کر آنحضرت ﷺ نے اَور اُن کے بعد آنے والے لاکھوں کروڑوں پیروانِ اِسلام نے لوگوں کو دِین کی طرف راغب کیا۔ اِس آیت میں مذہب وغیر مذہب لوگوں کے ساتھ بلکہ نوعِ انسانی کے ہر فرد کے ساتھ خوش اخلاقی، حسنِ مدارت اَور تواضع کے سلوک کا حکم دیا گیا ہے ساتھ ہی دوسروں کے غلط، اشتعال انگیز اَور نااِنصافی پر مبنی رویے کی بھی اِنتہائی خوب صورتی کے ساتھ اِصلاح فرمائی گئی ہے، اَور صبر و برداشت، حلم و بردباری، اعلیٰ ظرفی اَور تواضع 'اِنکساری، ہمت و عزیمت، عزم جوئی اَور حسن مدارت کے تلقین کی گئی ہے۔[12] یہ اخلاق نبوی کا وہ بلند ترین اُصول ہے جس پر عمل پیرا ہو کر اخلاق کے اعلیٰ درجات تک پہنچا سکتا ہے۔ لوگوں سے میل ملاپ اِنسان کی اہم ضرورت و مجبوری ہے۔ اِسلام کے عمرانی اُصول لوگوں کو سلام اَور اچھے الفاظ میں اِستقبال کی تلقین کرتے ہیں، اِس ضمن میں قرآن کی تعلیم یہ ہے:

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْرُدُّوْهَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ حَسِيْبًا[13]

ترجمہ: اَور جب تم کو کوئی دُعا دے تو (جواب دو) تم اُس سے بہتر (کلمے) سے (اُسے) دُعا دو۔ یا اُنھیں لفظوں سے دُعا دو۔ بے شک ہر چیز کا حساب لینے ولا ہے۔

آپس میں محبت، ہمدردی اَور اُنسیت کو فروغ دینے میں سلام سے زیادہ پر اثر اَور آسان الفاظ نہیں ہیں۔ اَس سے نہ صرف دِلوں کا کینہ وبغض دور ہوتا ہے بلکہ آپس میں محبت اَور تعاون کے جذبات بھی فروغ پاتے ہیں۔

معاشرے میں نظم وضبط کے لیے اللہ تعالی نے حقوق و فرائض متعین کر دیے ہیں۔ اِسلام کا یہ اُصولِ اخلاق معاشرے کی تکمیل و اِرتقا میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ ہر فرد کے حقوق و فرائض کی ادائیگی معاشرے میں امن و امان و سکون اور عافیت کا سبب بنتی ہے۔ اللہ نہ صرف حقوق اللہ پر زور دیتا ہے بلکہ حقوق العباد کی ادائیگی کو بھی حقوق اللہ کی قبولیت سے مربوط فرما دیتا ہے۔

---

[10] مودودیؒ، سیّد ابوالاعلیٰ، اسلام کا نظام حیات، محولہ بالا، ص:12

[11] حٰمٓ سجدہ:34

[12] Rasool, Hafiz Faiz, Muhammad Azam, and Mehwish Kiran. "پاکستانی معاشرت میں مہنگائی کے بڑھتے مسائل اور ہماری ذمہ داریاں: قرآن وسنت کے سماجی اصولوں کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ: Rising Inflation Problems in Pakistani Society and Our Responsibilities: An Analytical Study in the Light of Social Principles of Quran and Sunnah." *International Research Journal of Arabic and Islamic Studies* 4, no. 1 (2024): 701-722.

[13] النساء:86

الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّ يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّءَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّار[14]

ترجمہ: جو اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں اور اِقرار کو نہیں توڑتے اور جن (رشتہ ہائے قربت) کے جوڑے رکھنے کا اللہ نے حکم دیا اُن کو جوڑے رکھتے اور اپنے پروردگار کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے (مصائب پر) صبر کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور جو مال ہم نے اُن کو دیا ہے اُن میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں اور نیکی سے برائی کو دُور کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کے لیے عاقبت کا گھر ہے۔

بلاشبہ اِن حقوق و فرائض کی ادائیگی میں ہی تمام نیکیوں اور اچھے اخلاق کی عظیم سچائی پنہاں ہے۔ اِسلام کے عمرانی اُصول ایک ایسے نظامِ زندگی کا مطالبہ کرتے ہیں جو نیکی 'بھلائی اور معروف پر قائم ہو اور برائی و منکر سے پاک ہو۔ اور افراد سے بھی فضائل و اخلاق کا تقاضا کرتے ہیں تاکہ افراد کے نیک محاسن و کمالات اور اچھے اخلاق کا عکس معاشرے کے تمام تاریک گوشوں کو منور کر دے۔[15] قرآن کے عمرانی اُصولوں پر عمل کرنے سے ایک نہایت پاکیزہ اور اعلیٰ تہذیب فروغ پاتی ہے اور بہترین اخلاق و عادات رِواج پذیر ہوتے ہیں اور اِن اُصولوں سے بے پرواہی اور اِن کے فقدان سے معاشرہ پستی و ذِلّت کی جانب گامزن ہو جاتا۔ اِن عمرانی اُصولوں کی طرف اِشارہ کرتے ہوئے اِرشاد ہے :

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ[16]

ترجمہ: مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرا دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحمت کی جائے۔ مومنو! کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے ممکن ہے وہ لوگ اُن سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے (تمسخر کریں) ممکن ہے کہ وہ اُن سے اچھی ہوں۔ اور اپنے (مومن بھائی) کو عیب نہ لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کا برا نام رکھو۔ ایمان لانے کے بعد برا نام (رکھنا) گناہ ہے اور جو توبہ نہ کریں وہ ظالم ہیں۔ اے اہلِ ایمان! بہت گمان کرنے سے احتراز کرو کہ بعض گمان گناہ ہیں۔ اور ایک دوسرے کے حال کا تجسس نہ کیا کرو اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے۔ کیا تم میں سے کوئی اِس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ اِس سے تو تم ضرور نفرت کرو گے (تو غیبت نہ کرو) اور اللہ کا ڈر رکھو۔ بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

اِسلام کے اخلاقی و عمرانی اُصول عین نفسیاتِ انسانی کے مطابق ہیں۔ اِنسان کی فطرت جن اعمالِ صحیحہ سے خوش و خرم و مطمئن ہوتی ہے وہ نیکی اور اعمالِ صالحہ میں شمار کیے جاتے ہیں۔ اِسی طرح اِنسان کی فطرت جن اعمالِ بد سے پریشان اور بے سکون ہوتی ہے وہ رذائل اخلاق میں شمار کیے جاتے ہیں۔ جیسے مندرجہ بالا آیات میں جن اعمالِ بد کا ذِکر کیا گیا اُن کے قبیح اثرات معاشرے میں بے سکونی، نفرت و اِنتشار پھیلانے کا سبب بنتے ہیں۔ گو وہ اعمال معاشرے میں نہایت معمولی و حقیر تصور کیے جاتے ہوں۔ لیکن اُن کے مضر اثرات افراد کے لیے نہایت اذیت ناک ہوتے ہیں۔ جیسے تمسخر اُڑانا، ہنسی مذاق' وقت گزاری اور تفریح کے لیا کیا جاتا ہے لیکن تمسخر اُڑائے جانے والے شخص کو اِس سے قلبی اذیت پہنچتی ہے اور انجام

---

[14] الرعد:20-22

[15] Hanif, Muhammad Zohaib, and Hafiz Faiz Rasool. "اردو زبان میں 'لغات القرآن' کے حوالے سے لکھی جانی والی چند معروف کتب کا ایک مطالعاتی جائزہ: A Study of Notable Books on'Lughat-ul-Quran'in the Urdu Language: An Analytical Review ".*Al-Aasar* ,2 no. 1 (2025): 617-624.

[16] الحجرات:10-12

کار یہ ہوتا ہے کہ وہ انتقام اور نفرت کے جذبات سے بھر جاتا ہے۔ اَور اِس طرح معاشرہ میں بغض و عناد اَور فتنہ و فساد کے جراثیم پروان چڑھتے ہیں۔ عیب لگانا، اگرچہ الفاظ ہی ہوتے ہیں، لیکن اِس قدر زہر آلود کہ اِنسان اُن کو برداشت نہ کر سکے۔[17] اَور اِس کے نتیجے میں باہمی محبت و اُلفت، خلوص، ہمدردی اَور اتحاد و یگانگت کے پر تاثیر اثرات معاشرہ میں سے غائب ہونے لگتے ہیں اَور لڑائی جھگڑا، بحث و مباحثہ، تکا فضیحتی جیسے عبث کاموں میں لوگ اُلجھے رہتے ہیں۔ ایسے ہی برے الفاظ سے یاد کرنا، اِس سے بھی کم و بیش وہی تمام مفاسد پیدا ہوتے ہیں جو عیب لگانے سے ظہور میں آتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں بغض وعداوت پروان چڑھتی ہے اَور ایثار و قربانی، امن و صلح، رواداری اَور عفو و درگزر جیسے اخلاقی فضائل کا معاشرہ سے خاتمہ ہونے لگتا ہے۔ بدگمانی کو عظیم گناہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ بے بنیاد شکوک و شبہات انسان کو اعلیٰ ظرفی و احسان اَور اہم محاسن اخلاق سے محروم کر دیتے ہیں۔ دِلوں میں نفرت، شک و شبہ کے ساتھ افراد کیوں کر ایک دوسرے کے ساتھ احسان کا معاملہ کر سکتے ہیں۔ لہٰذا، اِس عمل سیئ کی شدید ممانعت فرمائی گئی ہے۔ تجسس یعنی لوگوں کے پوشیدہ اعمال و افعال کی جستجو۔ یہ اِتنی رذیل خصلت ہے جو صرف جگ ہنسائی، رُسوائی اَور ذِلّت کا سبب بنتی ہے۔ لوگوں کے اعمال کی کھوج لگانا اَور اُن پر فتوے صادر کرنا نہایت قبیح اَور ذلیل حرکت ہے۔ اِس سے نہ صرف لوگوں کی دِل آزاری ہوتی ہے بلکہ معاشرہ میں نفرت، مقابلہ اَور بدلہ و اِنتقام کے جذبات بھی فروغ پاتے ہیں۔ غیبت کی ہر شکل کی ممانعت ہے خواہ وہ صریح الفاظ میں ہو، تحریر میں تقریر میں یا عام گفتگو میں۔ کسی اِنسان کے نقائص اَور کمزوریوں کی تشہیر کرنا کسی بھی صورت سے قابلِ قبول نہیں۔ کیونکہ یہ محض ناگواری اَور اذیت کا سبب بنتا ہے۔ نتیجتاً معاشرہ میں بدگوئی، لڑائی جھگڑے کو فروغ ملتا ہے۔ قلبی اذیت اَور تذلیل ہوتی ہے۔ اِنسان کی بے قدری اَور تضحیک و تحقیر ہوتی ہے۔ نیز غیبت کرنے والے کے دِل میں بھی عجب و غرور پیدا ہوتا ہے۔ نیز غیبت جیسا عمل اِنسان کے سارے اخلاقی محاسن کو غارت کر ڈالتا ہے اَور اُس کو خبر تک بھی نہیں ہو پاتی۔

قرآن اِن تمام برائیوں کا قلع قمع کرتا ہے۔ اَور اِس کے لیے تقویٰ کو کسوٹی بناتا ہے۔ اِنسان کو متقی ہونے کے لیے ضروری ہے کہ وہ اِن اعمال سیئہ سے اِجتناب کرے اَور اللہ کے حضور بخشش کا اُمیدوار رہے۔ قرآن کے پیش کردہ مکارمِ اخلاق کو اپنانے میں ہی فلاح و کامرانی مضمر ہے۔ چند ٹھوس اَور جامع اخلاقی اُصولوں کے بارے میں اِرشاد ہے:

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّکَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍوَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِکَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِکَ اِنَّ اَنْکَرَالْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ[18]

ترجمہ: اَور (ازراہِ غرور) لوگوں سے گال نہ پھلانا اَور زمین میں اکڑ کر نہ چلنا کہ اللہ کسی اِترانے والے خود پسند کو پسند نہیں کرتا۔ اَور اپنی چال میں اعتدال کیے رہنا اَور (بولتے وقت) آواز نیچی رکھنا کیونکہ (اونچی آواز گدھوں کی سی ہے اَور کچھ شک نہیں) سب سے بری آواز گدھوں کی ہے۔

ایک بہترین صالح معاشرہ کے لیے لازم ہے کہ اُس کے افراد حلم و بردباری، تواضع و انکساری اَور اعلیٰ ظرفی کے محاسن سے آراستہ ہوں اَور کبر و غرور، استحقار اَور ایسے ہی دوسرے عیبوں سے پاک ہوں۔ تاکہ لوگوں میں باہمی محبت و اُلفت پیدا ہو۔ اور لوگ ایک دوسرے کے ساتھ تعاون پر آمادہ ہوں۔ اِسی طرح چال میں اعتدال پیدا کرنا بھی مومن کی صفت شمار کی گئی ہے۔ متکبروں کی چال سست رفتار ہوتی ہے۔ نیز یہ سست ہمتی، بزدلی، بے فکری و لاپرواہی کو ظاہر کرتی ہے جب کہ تیز رفتاری، جلد بازی، تیز مزاجی اَور چھچھورپن کی علامت ہے اِسی لیے میانہ رَوِی کا حکم دیا گیا کہ معاشرہ میں قبیح عادات کا عکس بھی نہ پڑے۔ اِسی طرح گفتار و کردار میں بھی اعتدال ہو گفتگو نہ تو پست آواز میں ہو اَور نہ ہی ضرورت سے

---

[17] Rasool, Hafiz Faiz, Abdul Aziz, and Mehwish Kiran. "Mental Health and Spiritual Well-Being in the Qurān: Addressing Modern Psychological Challenges through Islamic Teachings." *Ulūm al-Sunnah* 2, no. 02 (2024): 33-40.

[18] لقمان 18,19

زیادہ بلند آواز کہ ناگواری، سمع خراشی اَور اذیت کا سبب بنے۔ اِسی طرح بد گوئی کی سخت ممانعت فرمائی گئی ہے۔ اللہ اِس بات کو پسند نہیں کرتا کہ زبان کو برے الفاظ، لعنت و ملامت، گالم گلوچ اَور ہجو و مذمت کے قبیح بد گوئیوں سے آلودہ کیا جائے۔ بلکہ اللہ کو محبوب وہ لوگ ہیں جو اِن معاملات میں عفو و درگزر، اعلیٰ ظرفی اَور تواضع و اِنکساری کا مظاہرہ کرتے ہیں اَور معاشرہ میں امن و سکون کا موجب بنتے ہیں۔

ایسے ہی تمام مکارمِ اخلاق مومن کے اِسلام اَور اِیمان کا معیار ہیں۔ قرآن کے عمرانی اُصول وہ کسوٹی بہم پہنچاتے ہیں۔ جس پر پرکھ کر کوئی بھی اپنے اِیمان کا جائزہ خود بھی لے سکتا ہے۔ اِسلام کے تمام عمرانی اُصول و ضوابط کا مطلوب و مقصود یہ ہے کہ فرد کی اِصلاح سے ہی معاشرے کی اِصلاح کا کام لیا جائے۔ ایک فرد کی اِصلاح درحقیقت معاشرے میں اِصلاح کے عمل کا آغاز ہے۔ اِسی لیے اِسلام میں فرد پر دُہری ذِمّہ داری رکھی گئی ہے ایک ذاتی اِصلاح، دوسری خاندان اَور جماعت کی اِصلاح۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ صالح معاشرہ میں برائیاں فروغ پائیں۔ انفرادی صالح طاقت ہی بحیثیت مجموعی ایک صالح معاشرہ کا پیش خیمہ ہے۔